از حجۃ الاسلام شیخ علی اکبر آشتیانی

امام خمینیؒ کی زندگی کی خصوصی داستان

حاج احمد آقانے رحلت امام رضوان اللہ تعالیٰ سے متعلق اپنی مادر گرامی کا ایک قول نقل کیا: کہ آپریشن سے تقریبا ڈیڑھ ماہ قبل حضرت امام خمینیؒ نے ایک خواب دیکھا اور اسے اپنی زوجہ محترمہ (والد ہ حاج احمد آقا)سے بیان کیا اس کے ساتھ یہ بھی ہدایت کردی تھی کہ میری حیات میں اس خواب کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ انھوں نے فرمایا:

"امام نے خواب میں دیکھا کہ وہ مرگئے ہیں اور حضرت علیؑ نے ان کا غسل وکفن کیا اور نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد امیر المؤمنین نے ان کو قبر میں اتارا اور پوچھا۔ اب تو آرام سے ہو؟ امام خمینیؒ نے کہا !" دائیں طرف کچھ درد ہے جس سے مجھے تکلیف ہورہی ہے۔" حضرت علیؑ نے اپنے دست مبارک کو امام خمینیؒ کے جسم پر پھیرا اور فوراً ان کی تکلیف رفع ہوگئی۔"

اگر چہ امام خمینیؒ کی گہری شخصیت اور ان کی عظمت ووسعت گھر کے نزدیک ترین افراد اور ان کے نامور ونمایاں شاگردوں پر بھی پوری طرح واضح نہیں ہے اور کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ وہ امام امت کی شخصیت سے بخوبی واقف ہے لیکن ہر شخص نے اپنی سوجھ بوجھ وذہنی

سطح کے مطابق اس دریائی حکمت وفرزانگی کا ایک قطرہ حاصل کیا ہے اور ان قطروں کو جمع کرنے سے علم ومعرفت کی وہ نہر جاری ہوجاتی ہے جو آئندہ نسل کے تشنگان علم کو سیراب کرتی رہے گی۔ اگر چہ امام امت کی ہر نقل وحرکت اور ان کی خاموشی وسخن گوئی ایک اہم درس کی حیثیت رکھتی ہے لہذا جس کسی آدمی نے ان کی زندگی کو قریب سے دیکھا ہے یا ان کی زبان سے کوئی بات سنی ہے اس کا فریضہ ہے وہ اس امانت کی حفاظت کرتے ہوئے اسے عوام کی خدمت میں پیش کردے۔

اس اصول کی پیروی کرتے ہوئے ذیل میں حجت الاسلام شیخ علی اکبر آشتیانی کے ذاتی مشاہدات کا اجمالی خاکہ پیش کیا جارہا ہے واضح رہے کہ حجت الاسلام آشتیانی کوامام امت کی قربت کا شرف حاصل تھا اور وہ آج بھی شعبہ پولس میں نمائندہ ولی فقیہ کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

معاملات پر غور وفکر

مجھے یاد ہے کہ ایرانی ریڈیو ٹیلی ویژن کی مدیریت قطب زادہ کے سپرد تھی۔ حضرت امام ریڈیو سے نشر ہونے والے ایک خلاف اسلام پروگرام کو سن کر بہت ناراض ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنے ایک مکتوب میں اس ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے یہ مطالبہ کیا تھا کہ "قطب زادہ سے کہو کہ کیا تمہیں اسلامی مسائل کا بخوبی اندازہ نہیں ہے اور کیا تم قرآن کے سلسلے میں متعہد نہیں ہو؟ ہمارا انقلاب اسلامی انقلاب ہے تو پھر ہمارے ریڈیو ٹیلی ویژن سے غیر اسلامی پروگرام کیوں نشر کئے جارہے ہیں؟" جیسے ہی قطب زادہ کو امام کا پیغام ملا وہ ناراض ہوگیا لیکن بعد میں یہ بات واضح ہوگئی کہ قطب زادہ کو اسلام سے کوئی قلبی ارادت نہ تھی بلکہ وہ اسلام سے اپنے خلوص کا مظاہرہ کرتا رہا تھا۔

مجھے یاد ہے کہ جب حجت الاسلام محتشمی ریڈیو ٹیلویژن تنظیم میں ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے ایک مرتبہ وہ رپورٹ پیش کرنے کے لئے امام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رپورٹ سننے کے

بعد امام امت نے کہا۔ "آپ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشر ہونے والے پروگراموں پر کڑی نگاہ رکھئے۔" اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ "ریڈیو سے اذان صبح اور دعاؤں کی اشاعت کے بعد ایک نغمہ بھی نشر ہوتا ہے جو کسی تک مناسب نہیں ہے۔" امام کے کمرے سے باہر آنے کے بعد آقائے خشتی بڑی حیرت ظاہر کر رہے تھے کہ زبردست مصروفیت کے باوجود امام امت ریڈیو ٹیلی ویژن کے پروگراموں پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں۔ بہر حال امام امت کی ہدایت ورہنمائی کی وجہ سے اس تنظیم میں ایک انقلاب پیدا ہوا اور ذمہ دار لوگوں کی بھرپور توجہ اور غیر معمولی جدوجہد کی وجہ سے یہ ادارہ اسلامی انقلاب کا ترجمان بن گیا۔

حضرت امام کی سادہ زندگی

آپ لوگ امام خمینی کی سادہ زندگی کے بارے میں بہت کچھ سن چکے ہیں اور ٹیلی ویژن سے شائع ہونے والے پروگراموں میں اس کی جھلک اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ سب سے پہلے میں ان کے مکان کا ذکر کرتا ہوں۔ تہران میں وہ جس مکان میں رہتے تھے وہ حجت الاسلام جمارانی، ان کے دو بھائیوں نیز ان کے ایک داماد کی ملکیت ہے۔ آقائے جمارانی نے امام کی رہائش گاہ کے لئے یہ مکان از خود پیش کیا تھا۔ لیکن حضرت امام شرعی مسائل کا خاص خیال رکھتے تھے لہٰذا انھوں نے ایک بار مذکورہ تمام مالکان کو جمع کر کے ان سے پوچھا کہ کیا آپ اس بات کے لئے راضی ہیں کہ میں اس مکان میں قیام کروں؟ ان لوگوں نے اپنی رضا ظاہر کر دی لیکن امام نے اس بات پر اکتفانہ کی اور ان کی عورتوں سے بھی دریافت کیا تو ان لوگوں نے بھی یہ اعلان کیا کہ اس مکان میں امام کی آمد ہماری عزت افزائی کا باعث ہے۔ حضرت امام کی سادہ زندگی کے بارے میں بس یہ کہنا ہی کافی ہے کہ وہ ہمیشہ معاشرہ کے محروم و پسماندہ ومفلوک الحال لوگوں جیسی زندگی بسر کرنا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں مجھے ایک واقعہ یاد آتا ہے۔

حسینیہ جماران میں امام خمینی کی آمد کے بعد آقای جمارانی اس مکان کی تعمیر جدید کے خواہاں تھے تاکہ یہ ایک عمدہ اور شاندار عمارت بن جائے۔ ایک روز امام خمینی نے اپنے بیٹے سید احمد خمینی کے ذریعہ آقای جمارانی کے پاس کہلایا کہ تعمیر جدید نہ کرائیں۔ آقای جمارانی نے پہلی مرتبہ یہ سمجھا کہ امام

نے تکلف سے کام لیا ہے لہذا انھوں نے اپنا تعمیری کام جاری رکھا۔امام کو یہ بات اچھی نہ معلوم ہوئی لہذا انھوں نے آقای جمارانی کے پاس کہلا بھیجا کہ۔"اگر تم اس مکان کی تعمیر جدید ہی کرنا چاہتے ہو تو میری وفات کے بعد کر لینا۔"

امام خمینی کی سادہ اور عام آدمیوں جیسی زندگی کے سلسلے میں ایک دوسرا واقعہ یاد آگیا۔

مسلط کردہ جنگ کا زمانہ تھا۔زوردار لڑائی چل رہی تھی اور دشمن ہمارے غیر فوجی علاقوں پر میزائلی حملے کر رہا تھا۔اس دوران دشمن کے حملوں سے بچنے کے لئے لوگوں نے امن گاہوں کا انتظام کر رکھا تھا۔لیکن شہر کے عام اور غریب لوگ اپنے گھروں میں رہنے کے لئے مجبور تھے۔اسی دوران یہ طے پایا کہ امام کے لئے بھی ایک پناہ گاہ بنا دی جائے تا کہ ہوائی حملوں کی صورت میں ان کی جان کی حفاظت کی جاسکے کیونکہ در حقیقت وہ امت اسلامیہ کی جان تھے۔جب یہ بات امام خمینی کو معلوم ہوئی تو انھوں نے کہا کہ میں اس پناہ گاہ میں ہرگز نہ جاؤں گا۔چنانچہ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک امام امت نے کبھی اس پناہ گاہ کی طرف پلٹ کر نہیں دیکھا جبکہ ملک کے تمام ذمہ دار افراد ان سے بار بار یہ اصرار کرتے تھے کہ پناہ گاہ کا استعمال کریں لیکن وہ آخری دم تک اپنے فیصلے پر اٹل رہے۔جب حفاظتی معاملات کے افسروں نے زیادہ اصرار کیا تو انھوں نے ارشاد فرمایا۔"آخر مجھ میں اور اس پاسدار میں، جو حفاظتی انجام دے رہا ہے، کیا فرق ہے؟ یہ پاسدار تو میری اور میرے گھر والوں کی حفاظت کرتا ہے۔ میں یہاں سے بالکل نہیں جاؤں گا۔میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میزائل میرے سر سے ٹکرائے اور میں شہید ہو جاؤں۔"

حفاظتی افسروں نے امام کے کمرے اور حسینیہ کے درمیان پناہ گاہ بنا دی تا کہ انھیں کہیں جانا نہ پڑے لیکن حضرت امام کبھی پناہ گاہ کی طرف سے نہیں گزرے اور اس جگہ پہونچنے کے بعد وہ راستہ بدل کر اس پناہ گاہ کے قریب سے گزر جایا کرتے تھے۔

امام خمینیؒ کی انکساری

اگرچہ امام خمینی ایک اٹل ارادہ رکھنے والے آدمی تھے لیکن وہ اکثر امور میں بڑی انکساری سے

کام لیتے تھے۔وہ گھر والوں پر حکم نہیں چلاتے تھے بلکہ اپنا کام بذات خود انجام دیتے تھے۔وہ ایک گلاس پانی کے لئے بھی کسی کو حکم نہیں دیتے تھے اور ہمیشہ اپنی زوجہ کا بڑا احترام کیا کرتے تھے۔

سیرت نبوی کی پیروی کرتے تھے وہ سلام عرض کرنے میں ہمیشہ سبقت حاصل کرتے تھے اور سلام کہنے میں کوئی ان پر کوئی سبقت نہیں حاصل کر سکا۔وہ کسی مجلس یا محفل میں داخل ہوتے ہی سب لوگوں کو سلام عرض کیا کرتے تھے۔ان کے گھر والے بھی اس سلسلے میں ان سے آگے نہیں بڑھ سکے۔کہتے ہیں کہ جب تک ان کی زوجۂ محترمہ دستر خوان پر نہیں آجاتی تھیں وہ کھانے کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔

امام کی انکساری اسی جگہ پر ختم نہیں ہوتی بلکہ وہ خود کو ہمیشہ اسلامی انقلاب اور امت اسلامیہ کا خادم کہا کرتے تھے اور کبھی یہ نہیں کہتے تھے کہ انھوں نے ظالم شاہی حکومت کا نام و نشان مٹایا ہے بلکہ وہ اسلامی انقلاب کی کامیابی اور ظالم شاہی حکومت کی نابودی کا سہرا ایرانی عوام کے سر باندھتے تھے۔اس سلسلے میں مجھے ایک واقعہ یاد آتا ہے کہ:

ایک روز امام خمینیؒ کے داماد آقای محمود بروجردی کے والد کو آقای احمد خمینی نے دعوت پر بلایا۔اس دعوت میں آقای صانعی، آقای توسلی، آقای جمارانی اور دیگر احباب بھی موجود تھے۔آقای محمود بروجردی کے والد کے احترام میں امام خمینیؒ بھی نماز پڑھنے کے بعد اس محفل میں آگئے۔یہ محفل اس زمانے میں منعقد ہوئی تھی جب آیت اللہ خامنہ ای اقوام متحدہ کے سفر پر گئے ہوئے تھے۔محفل میں موجود لوگوں نے اقوام متحدہ کے اجلاس میں آیت اللہ خامنہ ای کی تقریر پر تبصرہ کرنا شروع کیا کہ انھوں نے عالمی سطح پر اسلام کا تعارف کس موثر انداز میں کرایا ہے۔اس موقع پر آقای محمود بروجردی کے والد اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے۔اور سب لوگ خاموشی سے ان کی بات سنتے رہے۔انھوں نے امام خمینیؒ کی سلامتی کی برکت ہے کہ آج اقوام متحدہ جیسے عالمی ادارہ میں اسلام کا چرچا ہے۔امام خمینیؒ نے اپنی مخصوص انکساری سے کام لیتے ہوئے کہا۔"یہ ملت اسلامیہ کا کارنامہ ہے کہ اس نے اپنا راستہ ڈھونڈ لیا ہے اور ملک کے ذمہ دار افراد اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ انھیں کیا کرنا چاہئے اب چاہے میں رہوں یا نہ ہوں، قوم اپنے راستہ پر گامزن رہے گی۔یہ میدان عمل میں عوام کی موجودگی کی وجہ سے

ہم لوگوں کو عزت وافتخار حاصل ہوا ہے۔" اس کے بعد امام امت نے ارشاد فرمایا کہ "میں مطمئن ہوں کہ ملت ایران میدان عمل میں باقی رہے گی بلکہ اس کی سرگرمیوں میں کچھ اور اضافہ ہی ہوگا۔"

اس واقعہ سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ امام خمینیؒ کس انکساری کے ساتھ اپنی خدمات کو حقیر وناچیز بتاتے ہوئے اس عظیم کارنامہ کا سہرا عوام کے سر باندھ دیتے ہیں۔ امام خمینیؒ کی یہ راہ وروش ہم لوگوں کے لئے انتہائی مناسب نمونہ ہے اور اگر ہم لوگ اسکی پیروی کریں تو انشاءاللہ ہمیں منزل کمال تک پہنچنے میں کوئی زحمت نہ ہوگی۔

احکام الٰہی کے اجرا کے لئے امام خمینیؒ کا اصرار

احکام الٰہی کے اجراء میں امام خمینیؒ خصوصی دلچسپی رکھتے تھے اس سلسلے میں مجھے ایک واقعہ یاد ہے۔ حجت السلام سید محمد لواسانی امام خمینیؒ کے قریب ترین دوستوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ وہ اکثر امام خمینیؒ سے ملاقات کرنے آتے تھے اور بڑی دیر تک محو گفتگو رہا کرتے تھے۔

قطب زادہ کی بغاوتی سازش کا بھانڈہ پھوٹنے کے بعد بغاوتی گروہ میں شامل لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا اور ان پر مقدمہ چلا کر ان میں سے بعض کو پھانسی اور بعض لوگوں کو ان کے جرائم کے مطابق دوسری سزائیں دی گئیں۔ پھانسی کی سزا پانے والے ایک مجرم نے آقای لواسانی سے رابطہ قائم کیا اور ان سے خواہش کی کہ وہ امام خمینی سے اس کی سفارش کر دیں تو شاید اس کی سزا میں کچھ کمی واقع ہو جائے۔

آقای لواسانی امام خمینیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کہا کہ اس کی سزا کو ملتوی کروا دیں۔ امام خمینیؒ نے فوری طور پر ان کی خواہش نامنظور کر دی۔ لیکن آقای لواسانی کا اصرار بڑھتا رہا۔ امام خمینی نے قدرے توقف اور خاموشی سے کام لیتے ہوئے کہا کہ "میں آپ سے بڑی محبت وعقیدت رکھتا ہوں لیکن میں لوگوں کی خوشی کے لئے خوشنودی پروردگار کو نظر انداز نہیں کر سکتا ہوں۔ میں رضائے الٰہی پر آپ کے تعلقات کو ترجیح نہیں دے سکتا ہوں۔ لہذا حکم الٰہی کا اجراء لازمی ہے۔"

اس کے علاوہ احکام الٰہی کے اجراء کے سلسلے میں مجھے ایک واقعہ اور یاد آتا ہے کہ انقلاب اسلامی ایران کی عظیم الشان کامیابی کے بعد ہی مجاہدین انقلاب نے ہویدا، رحیمی ربیعی، نصیری اور دیگر دشمنان اسلام کو گرفتار کر لیا۔ ان مجرمین کی تعداد تقریباً ۱۲۰ افراد پر مشتمل تھی، بعض دوستوں کا خیال تھا کہ گرفتار کئے گئے تمام لوگوں کو پھانسی دے دی جائے۔ بعض لوگ اپنے مطالبے پر بہت مصر تھے۔ بعد میں طے پایا کہ اس سلسلے میں امام کی رہنمائی حاصل کی جائے۔ امام خمینیؒ نے بڑی وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ شرعی احکام کے بموجب مفسد فی الارض ہیں ان کے لئے حکم بالکل واضح ہے۔ باقی لوگوں کے بارے میں فیصلہ اسلامی عدالت پر چھوڑ دو تا کہ شرعی اصولوں کے مطابق ان کے بارے میں ضروری فیصلہ صادر کیا جاسکے۔"

پس ہم دیکھتے ہیں کہ وہ امام خمینی جو اپنے عزیز دوست کی سفارش اس لئے رد کر دیتے ہیں کہ وہ حکم الٰہی کے مطابق نہیں ہے وہ اس بات کے لئے بھی آمادہ نہیں ہوتے کہ کسی ایسے آدمی کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈال دیا جائے جو شرعی احکام کے مطابق اس سزا کے لائق نہیں ہے۔

اس طرح جب اپنے بیٹے کی گرفتاری کے بعد مرحوم آیت اللہ طالقانی کچھ دنوں کے لئے روپوش ہو گئے اور پھر خدمت امام میں حاضر ہوئے تو امام نے آیت اللہ طالقانی سے کہا۔" آپ کا بیٹا منحرف کمیونسٹی جماعتوں سے وابستہ ہے۔ پس اس کی گرفتاری سے زیادہ رنجیدہ وملول ہونے کی ضرورت نہیں۔" اس کے بعد امام خمینی نے زور دیتے ہوئے کہا۔" خدا کی قسم اگر احمد معمولی انحراف سے بھی دوچار ہو جائیں اور انھیں سزائے موت سنائی جائے تو میں خود اپنے ہاتھ سے انہیں موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔"

احکام خداوندی کی خلاف ورزی سے امام خمینی کو بڑی تکلیف ہوتی تھی اور اگر کوئی عالم دین اس مجرمانہ بے راہ روی میں ملوث ہو جاتا ہے تو انھیں اور زیادہ تکلیف ہوا کرتی تھی جب انھیں نوژہ بغاوت میں شریعت مداری کی شرکت کا پتہ چلا تو وہ گھر کے صحن میں ٹہلتے ہوئے بار بار یہ کہہ رہے تھے کہ میں حیران ہوں کہ ایک عالم دین اس باغیانہ کارروائی میں کیسے شریک ہو سکتا ہے اور احکام خداوندی کو اپنے پیروں سے کیسے روند سکتا ہے۔

موت کی آہٹ

جب ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر فیصلہ سنایا کہ امام خمینی کو اسپتال میں داخل کردیا جائے تو گھر والوں سے رخصت ہوتے وقت انھوں نے کہا: میں تم لوگوں سے ہمیشہ کے لئے جدا ہورہا ہوں اور اب میں کبھی گھر واپس نہ آوں گا۔" گھر والوں نے کہا: 'نہیں' آپ واپس آئیں گے اور انشاء اللہ آپ کی صحت ٹھیک ہو جائے گی۔" لیکن امامؒ نے ان لوگوں سے دوبارہ کہا۔" میں اس بار جانتا ہوں کہ واپسی ممکن نہیں ہے۔" اس کے بعد انھوں نے آقائے احمد خمینی کی بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ٹیلیفون کرکے اپنے والد سے کہو کہ وہ میرے لئے دعا فرمائیں اور خداوند عالم سے یہ درخواست کریں کہ وہ مجھے قبول کرلے اور میری عاقبت نیک انجام پائے۔"

جس وقت وہ گھر سے اسپتال کے لئے روانہ ہورہے تھے، آقای احمد خمینی دروازے کے پاس کھڑے تھے۔ امام خمینی نے ڈاکٹر وں اور نرسوں کی موجودگی میں انھیں اشارہ کرکے اپنے پاس بلایا اور انھیں اس طرح بوسہ دیا کہ اب تک ایسا منظر کسی نے نہ دیکھا تھا اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام خمینی کو یہ بخوبی اندازہ ہوگیا تھا کہ اب وہ گھر واپس نہ آئیں گے۔

اسپتال میں بھی امام خمینی کی مخصوص عبادتوں میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ وہ مزید ذوق وشوق کے ساتھ ان عبادتوں کو انجام دیا کرتے تھے۔ امام کے قریب رہنے والوں میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ صبح کی اذان میں تھوڑا سا وقت باقی تھا کہ میں اسپتال میں امام خمینی کے کمرہ میں داخل ہوا تو میں نے انھیں عجیب حالات میں دیکھا۔ انھوں نے اس قدر گریہ کیا تھا کہ ان کا نورانی چہرہ بالکل بھیگ گیا تھا۔ پھر بھی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور وہ اپنے خدا سے اس طرح راز ونیاز کررہے تھے کہ میں بے حد متاثر ہوگیا۔ جیسے ہی وہ میری طرف متوجہ ہوئے فوراً رومال سے اپنا چہرہ خشک کرنے لگے۔

جس روز ان کا آپریشن ہونے والا تھا میں صبح ان کے پاس پہونچ گیا۔ اس وقت ساڑھے پانچ بجے تھے لوگوں نے بتایا کہ ان لوگوں میں ملحق ہوگیا اور سلام عرض کرنے کے بعد ان کی خیریت دریافت کی۔

میں نے دیکھا کہ ان کے بستر کے قریب قرآن مجید ار مفاتیح الجنان موجود ہے جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ کچھ دیر پہلے امام خمینیؒ دعائے عہد پڑھنے میں مصروف تھے یہ دیکھ کر میں بالکل بےچین ہو گیا پھر بھی میں نے اپنے آپ پر کنٹرول کرنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد انھیں آپریشن کا کپڑا پہنایا گیا آپریشن کا کپڑا پہننے کے بعد وہ اس کمرے کی طرف چل پڑے جہاں آپریشن ہونا تھا۔ اس کے بعد میرے اوپر ایسا گریہ طاری ہو گیا کہ میں ان کے پیچھے آپریشن روم تک نہ جاسکا۔

اس کے علاوہ ایک اور واقعہ نقل کرتا ہوں جس سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ امام خمینیؒ نے موت کی آہٹ محسوس کرلی تھی۔ ہفتہ کے دن آیت اللہ خامنہ ای نے امام خمینی سے ملاقات کی اور کہنے لگے۔ انشاءاللہ خداوند عالم آپ کو جلد ہی صحت عطا کر دے گا۔ امام نے کہا: ’’آپ دعا کیجئے کہ میری عاقبت نیک انجام ہو اور خداوند عالم مجھے قبول کر لے۔‘‘

اس کے علاوہ گھر سے اسپتال کی طرف جاتے وقت انھوں نے کہا کہ ’’اسپتال کا ماحول بچوں کے لئے مناسب نہیں ہوتا لہذا بچوں کو اسپتال میں نہ لے جائیں۔‘‘ حالانکہ اب یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کے سفر آخرت میں کسی کی محبت رکاوٹ پیدا کرنے پائے اور ان کی اس خواہش کا مقصد تمام دنیاوی دلچسپیوں سے کنارہ کشی اختیار کرتا تھا۔

بیت المال کی حفاظت

الحاج آقای احمد خمینی یہ بتارہے تھے کہ جلاوطنی کے دوران نجف اشرف میں جب امام خمینی کے فرزند والا مقام وعالم، عارف ودانشمند ومجتہد الحاج آقای مصطفیٰ خمینی شہید ہو گئے تو خبر شہادت ملنے کے بعد امام خمینی پوری طرح ثابت قدم بردبار رہے اور گھر کے ایک گوشہ میں جا کر تلاوت کلام پاک کرنے لگے۔ اور جب آقای احمد خمینی گھر کے دیگر افراد گریہ کرتے تو امام ان کو تسلی دیتے تھے۔ اس سلسلے میں جو دوسرا واقعہ پیش آیا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امام خمینیؒ شرعی مسائل کی پیروی میں بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ گھر والوں نے ٹیلفون کے ذریعہ تہران سے رابطہ قائم کرنا چاہا تاکہ یہ افسوس

تاکہ خبر تہران والوں تک بھی پہنچا دیں۔ لیکن امام خمینیؒ رنج و غم کے اس ماحول میں بھی اپنی شرعی ذمہ داری سے غافل نہیں ہوئے اور اپنے گھر والوں کو مخاطب کرتے ہوئے بولے۔ "گھر کا یہ ٹیلیفون بیت المال کی ملکیت ہے اور تم اپنی ذاتی خواہش کے تحت تہران سے رابطہ قائم کرنا چاہتے ہو لہذا یہ کام جائز نہیں ہے۔" اگر انسان قدرے غور فکر سے کام لے تو اسے اس حقیقت کا اندازہ ہو جائے گا کہ اولاد کی شہادت کے بعد بھی وہ اپنی شرعی ذمہ داری سے غافل نہیں ہوئے اور ایسے حالات میں بھی وہ بیت المال کو ذاتی مقصد کے لئے خرچ کرنے پر رضامند نہیں ہوئے۔

فضول خرچی کے سلسلے میں امام خمینیؒ کا رد عمل

اپنی دس سالہ قربت و نزدیکی کے دوران میں نے دیکھا کہ امام خمینیؒ سادہ زندگی اور فضول خرچی سے مکمل پرہیز کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ میں نے متعدد بار دیکھا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک طرف چل پڑتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد مجھے پتہ چلا کہ وہ بے مقصد چلنے والے بلبوں کو بجھانا چاہتے تھے۔

وہ گھر آنے والے ٹیلیفون کے سلسلے میں بڑی وضاحت سے بتا دیتے تھے کہ بھائیو افراط اور فضول خرچی سے بچو اور خرچیلے کام مت کرو۔ پانی پیتے وقت وہ گلاس میں بچے ہوئے پانی کو کاغذ سے ڈھک دیتے تھے اور اس کو بعد میں استعمال کیا کرتے تھے۔ اور اگر ان کے بدن میں کسی جگہ زخم ہو جاتا تھا تو وہ کاغذی رومال کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے اس کا ایک ہی حصہ استعمال کرتے تھے۔

امام خمینیؒ اپنے گھر کے جملہ اخراجات کو خود اپنے کنٹرول میں رکھتے تھے۔ مالی امور کے ذمہ دار افسران گھر کے کسی سامان کی خریداری امام خمینیؒ کی منظوری کے بعد ہی کیا کرتے تھے۔

معاملات میں نظم و ترتیب:

دوسری اہم بات یہ ہے کہ امام خمینیؒ ہر کام میں نظم و ترتیب کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ان کے پاس ہر دن و رات ۲۴ گھنٹے کا خصوصی پروگرام مرتب رہا کرتا تھا مثلاً وقت مطالعہ، وقت نماز و دعا، مسلمانوں کے مسائل پر غور و فکر کا وقت، ملاقات کا وقت اور سونے و دیگر ذاتی کام انجام دینے کا وقت۔ شاید یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنی پُر برکت زندگی کا بھرپور استعمال کیا۔

امام خمینی اول وقت میں نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے ار نہایت خضوع وخشوع کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے۔ نماز سے قبل وہ تلاوت قرآن میں مشغول رہا کرتے تھے۔ مغرب وعشاء کی نماز کے بعد وہ گھر کے صحن میں قبلہ رو کھڑے ہو کر پانچ منٹ تک دعا پڑھا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں ایک موثق آدمی کا بیان ہے کہ امام خمینیؒ صحن خانہ میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ "تحضت بدارِ سقفها لا اله الا الله نور ها محمد رسول الله وبابها علي ولي الله واركانها لاحول ولاقوة الابالله۔" اور امام خمینی سے یہ بھی منقول ہے کہ روز جمعہ کے آخری لحات میں سات مرتبہ اللهم صلی علی محمد و آل محمد وادفع عنا البلاء المبرم من السماء انت علی کل شئی قدیر۔ "پڑھنا چاہئے۔

امام خمینیؒ ہر رات نماز شب پڑھا کرتے تھے اور اسی وجہ سے وہ نماز صبح سے دو گھنٹہ قبل اٹھ جاتے تھے اور اگر وقت ساتھ دیتا تو وہ دیگر مستحب نمازیں بھی پڑھ لیا کرتے تھے اور اگر نماز صبح میں کچھ وقت باقی رہتا تھا تو وہ مختلف اخباری اطلاعات کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔

امام خمینیؒ کو بیرونی ممالک کے ریڈیو سے نشر ہونے والی خبروں کو سننے کا بڑا شوق تھا چنانچہ وہ بیرونی ممالک کے ریڈیو برابر سنا کرتے تھے۔ ایرانی ٹیلی ویژن سے شائع ہونے والے ایک پروگرام میں ملت اسلامیہ اس بات کا مشاہدہ کر چکی ہے کہ بیماری کے زمانے میں بھی امام خمینی نے نماز شب ترک نہیں کی اور ریڈیو نیوز سننا ان کی خاص دلچسپی تھی چنانچہ آپریشن کے تین روز بعد انھوں نے کہا کہ ٹیلی ویژن کا انتظام کیا جائے تاکہ اس سے استفادہ کیا جاسکے۔

☆☆☆☆